Volume 02, Issue 03,
October-December 2024
PP: 30-42
Open Access on:
www.alimanjournal.com

AL-IMAN Research Journal
P-ISSN: 3006-1261 E-ISSN: 3006-127X

مذاہب عالم میں الحاد: اقسام، تصورات اور اثرات کا علمی و تنقیدی جائزہ

Atheism in World Religions: A Critical and Analytical Study of Its Types, Concepts, and Impacts

Shakoor Alam[1], Dr. Tahir Masood Qazi[2]

Article History

Received
11-11-2024

Accepted
16-11-2024

Published
22-11-2024

Abstract & Indexing

ICI World of Journals
Signatory of DORA
ASIAN Research Index
ACADEMIA
EuroPub
REVIEWER CREDITS

Abstract

Atheism challenges the foundational beliefs of religions such as Christianity, Islam, and others, specifically the existence of God, His messengers, and the concept of the Hereafter. It has propagated skepticism across religious traditions by denying the existence of Allah, rejecting the notion of divine messengers, and raising critical questions about the afterlife. However, these efforts have achieved limited success due to the inherently metaphysical nature of these beliefs. Atheists also criticized Christianity by highlighting how medieval Christian scholars incorporated certain scientific and philosophical concepts of their time—such as the geocentric view of the universe—into their theology. When modern scientific discoveries disproved these ideas, it led to widespread disillusionment and a crisis of faith in Christianity. Islam, on the other hand, remained largely unaffected by such critiques, as it lacks comparable theological constructs. Consequently, atheism has permeated various Western religious traditions, gaining adherents who reject all forms of organized religion and openly identify as atheists. In contemporary times, atheism continues to evolve, adopting new forms and narratives. This research critically examines atheism, addressing key questions: What is atheism? What are its various forms and societal causes? How does atheism influence religious thought and societal dynamics? Through a detailed analysis, this study aims to contribute to the understanding of atheism's development and its implications for religious and philosophical discourse.

Keywords

Atheism, Religion, Existence of God, Beliefs, Theology, Metaphysics, Ideology.

[1]***PhD Research Scholar, Lahore Garrison University Lahore,***
Lecturer, Government College of Technology Kamalia.
shakooralam737@gmail.com

[2] ***Associate Professor, HOD, Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University Lahore.***
drtmqazi@lgu.edu.pk

All Rights Reserved © 2023 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

HIRA INSTITUTE of Social Sciences Research & Development

OPEN ACCESS

الحاد کا مفہوم:

الحاد کا لفظ "لحد" سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں: "ایسی قبر جس میں درز بنائی جاتی ہے۔ عربی زبان میں الحاد سے مراد اپنی صحیح جگہ سے ہٹا ہوا ہونا یا راہ راست سے انحراف ہے۔" [1]

چنانچہ جو افراد الحاد پر یقین رکھتے ہوں ان کو "ملحد" کہا جاتا جاتا ہے۔ ملحدین دنیا کے کسی بھی مذہب اور خدا پر یقین نہیں رکھتے۔ دوسرے الفاظ میں ان کو "دہریہ" بھی کہا جاتا ہے۔ ''دہریے "لفظ کی وضاحت کرتے ہوئے محمد سلیم اپنی کتاب اسلام الحاد اور سائنس میں لکھتے ہیں:

"عربی زبان میں "دہر" زمانے کو کہا جاتا ہے قرآن پاک میں جہاں یہود، نصاریٰ، کفار، مشرکین اور منافقین کو عذاب کی وعید سنائی گئی ہے وہیں دہریت کا پہلو بھی تشنہ نہیں چھوڑا گیا۔ قرآن مجید کی اگر سورۃ الجاثیہ اور سورۃ الفرقان کو پڑھا جائے تو زیادہ تر ایسے لوگوں کا ذکر کرتی ہوئی نظر آتی ہیں جو اس دنیاوی زندگی کو سب کچھ سمجھ لیتے ہیں۔ اللہ کے کلام کا مذاق اُڑاتے ہیں، روز جزا اُن کے نزدیک ایک مذاق سے بڑھ کر کچھ نہیں" [2]

الحاد کو با معنی دیگر دنیاوی زندگی تک محدود رہنے کے نام سے تشبیہ دی جاتی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ہم اس دنیا سے چلے جائیں گے تو اس کے بعد روزِ قیامت بھی نہیں اُٹھائے جائیں گے جو بھی کچھ ہے یہی دنیا ہے، اس دنیا کے ختم ہوتے ہی سب کچھ ختم ہو جائے گا اور سزا و جزا کا تصور ہی ملحدین کے نزدیک اہمیت نہیں رکھتا، کیونکہ ان کے بقول یہ سب من گھڑت باتیں ہیں۔ قرآن کی رو سے الحاد کو دیکھا جائے تو اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جو خدا کی ذات پر یقین نہیں رکھتے۔ بقول ان افراد کے جو کہتے ہیں کہ آنکھوں سے جو صاف نظر آرہا ہے صرف وہی سچ ہے اور خدا کی ذات چونکہ نظر نہیں آرہی تو اس میں کوئی سچائی نہیں ہے۔ علامہ ابن منظور کے مطابق ملحد کی تعریف ہے:

"اَلْمُلْحِدُ اَلعَادِلُ عَنِ الْحَقِّ اَلْمُدْخِلُ فَيْهِ مَا لَيْسَ فِيْهِ" [3]

"ملحد اس شخص کو کہتے ہیں جو حق بات سے پھر جائے یا اس میں ایسی بات کی آمیزش کرے جو اس میں نہیں ہے۔"

میریم ویبسٹر ڈکشنری میں الحاد کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

"The belief that there is no God" [4]

"ایسا عقیدہ جس میں کسی خدا کا تصور ہی موجود نہ ہو الحاد ہے"

درج بالا تعریفوں سے ثابت ہوتا ہے کہ عقیدۂ الحاد میں خدا کی ذات اور آخرت کا کوئی تصور موجود نہیں ہے۔ کیونکہ اس عقیدے کے پیروکار یا ملحدوں کا خیال یہ ہے کہ یہ دنیا خود بخود وجود میں آگئی تھی اس کے علاوہ جب ہم اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو دوبارہ کبھی روز آخرت زندہ نہیں ہوں گے اور نا ہی جزا اور سزا کا کوئی دن مقرر ہے ہمیں تمام اعمال کا بدلہ چاہے وہ اچھے ہوں یا برے اس دنیا میں ملے گا۔

الحاد کی اقسام

ہمارے معاشرے میں الحاد کی کئی اقسام پائی جاتی ہیں مثلاً:

1. **علمی الحاد:**

علمی الحاد کے پیروکاروں میں ان فلسفیوں اور سائنس دانوں کی جماعت آتی ہے جن کو علمی طور پر خدا اور اس کے وجود کے بارے میں شکوک و شبہات لاحق ہو جائیں۔ خدا کے بارے میں وسوسے پیدا ہونا کوئی بڑی بات نہیں۔ جیسا کہ روایت میں ملتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کو بھی خدا کے وجود کے بارے میں وسوسے ہو جاتے تھے۔ ان وسوسوں کے پیدا ہونے کو نبی کریم ﷺ نے عین ایمان قرار دیا ہے۔ [5]

وسوسوں کا پیدا ہونا کوئی بڑی بات نہیں مگر ان وسوسوں کو بنیاد بنا کر شک کا دل میں آجانا انسان کو ایمان سے دور کر دیتا ہے۔ علمی الحاد کا سبب ہی فلسفہ ہے پھر چاہے وہ فلسفہ برائے فلسفہ ہو یا فلسفہ برائے جدید سائنس۔ دور قدیم میں یہ فلسفہ اور منطق ہی تھے جس کی وجہ سے الحادی فرقہ پروان چڑھا کیونکہ وہ ہر بات کو عقل کے پیرائے میں جانچنے کی کوشش کرتے تھے ہر سوال کا جواب عقلی دلائل کی بنیاد پر تلاش کرتے تھے۔

2. نفسانی الحاد:

انگریزی میں اسے Sensual Atheism کہا جاتا ہے۔ نفسانی الحاد رکھنے والے ملحد کو خدا کی ذات سے متعلق علمی طور پر کوئی شک نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنی نفسانی خواہشات کی وجہ سے ان شکوک و شبہات کا اظہار کرتا ہے، کیونکہ وہ اپنی نفسانی خواہش کو علم کا نام دیتا ہے جو کہ سراسر اس کا اپنی ہی ذات کے ساتھ دھوکا ہے۔ ان ملحدین کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی ناجائز خواہشات کی تکمیل میں مذہب، آخرت اور خدا جیسے عقیدوں کو دور کرنا چاہتے ہیں کیونکہ یہ سب عقائد اس کی راہ میں رکاوٹ حائل کرتے ہیں، وہ اپنے ضمیر کو ملامت سے بچانے کے لیے ان عقائد سے انکار کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اگر ہم نفسانی ملحدین کی ذات کو ٹٹولیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے ملحدین کو اپنے ارد گرد ماحول اور گھر میں توجہ کم ملتی ہے جس کی وجہ سے لوگوں کی توجہ حاصل کرنے کے لیے مذہب کے متعلق من گھڑت باتیں کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

3. نفسیاتی الحاد:

الحاد کی اس قسم کا تعلق انسانی نفسیات سے ہے۔ کیونکہ جو لوگ فلسفیانہ مباحث کا بغور مطالعہ کرتے ہیں تو ان کی ذہنی ساخت بھی ان مباحث کی وجہ سے ویسی ہی ہو جاتی ہے۔ اس بات کی وضاحت ہم اس مثال سے کرتے ہیں کہ اگر ایک حافظ قرآن سارا دن قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول رہتا ہے تو اس کو خواب میں وہی آیات آئیں گی جس کی وہ دن بھر تلاوت کرتا رہا ہے، اسی طرح اگر ایک شخص خدا، آخرت کے بارے میں شکوک و شبہات پر مبنی لٹریچر کا مطالعہ کرتا رہے گا تو اس کے ذہن میں بھی کائنات کے خالق کے متعلق شکوک و شبہات جنم لیتے رہیں گے۔ بسا اوقات یہ بات بھی کئی فلسفی کرتے نظر آتے ہیں کہ خدا کی ذات، آخرت اور علم کے متعلق انسانی ذہن میں سوالات کا جنم لینا فطری ہے، یہ تجسس (Curiosity) ہی ہے جو انسان کو ان سوالات کے جوابات کی کھوج لگانے پر اکساتی ہے کہ یہ دنیا کیسے وجود میں آئی؟ اس کا مقصد کیا ہے؟ کون اس کائنات کا خالق و مالک ہے؟ کون سی ذات ہر شے پر قدرت رکھتی ہے؟

4. الحاد مطلق:

الحاد مطلق عصر حاضر میں بہت تیزی سے پروان چڑھ رہا ہے۔ انگریزی زبان میں اس کو Gnosticism کہا جاتا ہے جس کا مطلب معرفت کا علم رکھنا ہے۔ الحاد مطلق کو ماننے والے ملحدین حضرات نا صرف جنت، دوزخ اور خدا کی ذات سے انکاری ہیں بلکہ وہ مابعد الطبعیاتی امور کو بھی تسلیم نہیں کرتے۔ ان ملحدین کا عقیدہ ہے کہ کائنات کی تخلیق میں کسی ذات کا عمل دخل نہیں ہے بلکہ یہ کائنات ایک دھماکے کے نتیجے میں وجود میں آئی ہے اور اس کائنات کا نظام Law of Nature کے مرہون منت ہے۔

5. خدا شناسی:

الحاد یعنی خدا کی ذات سے انکار ہر دور میں کیا جاتا رہا ہے۔ یہ الحاد کی وہ قسم ہے جس کو انگریزی زبان میں Deism یعنی خدا شناسی کہا جاتا ہے۔ ان ملحدوں کا ماننا ہے کہ خدا نے صرف یہ کائنات بنائی ہے مگر وہ اس کا نظام نہیں چلا رہا کیونکہ وہ اس کائنات کو تخلیق کرنے کے بعد اس سے لا تعلق اور بے نیاز ہو گیا ہے۔ اس تحریک کو فروغ دینے میں ڈیوڈ ہوم اور مڈلٹن کا بڑا ہاتھ ہے، کیونکہ ان فلسفیوں اور ماہر معاشیات ایڈم سمتھ نے چرچوں کے خلاف دو سو سال تک تحریک چلائی جس کے نتیجے میں اہل علم افراد نے بھی ان کا ساتھ دیا۔

خداشناسی کا نظریہ عقلیت پسندی کی تحریک سے متاثر ہو کر اُبھرا، اُن کے پیروکاروں کا ماننا تھا کہ خدا تک رسائی صرف عقل کی بنیاد پر ممکن ہے نا کہ وحی اور الہام کی بنیاد پر، یعنی عقل کی وجہ سے ہی معرفت خدا حاصل ہو سکتی ہے۔ انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا میں Deism کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے:

"The Rationalist attitude quickly sped its advance forming services were occurred in England in the form of Deism. Deists accepted the existence of God but spurned supernatural revelation the earliest member of this School Cord Herbert of Cher bury (1583-1648) held that a Yust God would not reveal himself to a part of his relation only and that the true religion is this a universal one which archives its Knowledge of God through Common reason."[6]

"عقلیت پسندانہ رویے نے تیزی سے اپنی پیشگی تشکیل کی خدمات انگلستان میں Deism کی شکل میں پیش کیں۔ ڈیسٹوں نے خدا کے وجود کو قبول کیا لیکن مافوق الفطرت انکشافات کو مسترد کر دیا، اس سکول کو رڈ ہربرٹ آف چیر بری (1583-1648) کے ابتدائی رکن کا خیال تھا کہ ایک یوسٹ خدا اپنے آپ کو صرف اپنے تعلق کے ایک حصے پر ظاہر نہیں کرے گا اور یہ کہ حقیقی مذہب یہ ایک عالمگیر ہے۔ ایک جو اپنے خدا کے علم کو عام وجہ سے محفوظ کرتا ہے۔"

۶۔ دہریت:

دہریت کو انگریزی میں Agnosticism کہا جاتا ہے، یعنی دہریہ ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جو خدا کے وجود سے نہ تو مکمل طور پر انکار کرتا ہو اور نا ہی وہ خدا کے وجود پر ایمان رکھتا ہو، ایسا شخص ہمیشہ تذبذب کا شکار رہتا ہے۔ عصر حاضر میں اگناسٹک شخص کی زندہ مثال "مبشر زیدی" ہے کہ جو نا تو خدا کے وجود سے مکمل طور پر عاری ہیں اور نا ہی مکمل یقین رکھتے بلکہ وہ ابھی تک اسی علمی جستجو میں محو ہیں۔ ان کا ملحد کے متعلق کہنا ہے:

"سائنسی فکر اور غیب پر ایمان یکجا نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا ہمیں اختلاف رائے پر اتفاق کر لینا چاہیے، وہ سمجھتا ہے کہ اگر اسلام آج کے دور میں آتا تو خواتین کا ترکہ میں حصہ کم نہ ہوتا، گواہی آدھی نہ ہوتی، انہیں گھروں میں بند رہنے کو نہ کہا جاتا، اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا حکم ہوتا، پسند کی شادی کی حوصلہ افزائی کی جاتی، اکیسویں صدی میں آنے والا اسلام غلامی کو برقرار نہ رکھتا، سنگسار کی سزا نہ ہوتی، چور کے ہاتھ نہ کاٹے جاتے، غیر مذہب کے شہریوں سے جذیہ طلب نہ کیا جاتا"[7]

دور حاضر میں الحاد کی مختلف تصورات:

دور حاضر میں الحاد کئی صورتوں میں پایا جاتا ہے، میری تھومس اپنی کتاب سیکولر بلیف سسٹم میں الحاد کی صورتوں کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"Five well known nonreligious philosophical positions are naturalism, materialism, humanism (Sometime referred to as Secular humanism) agnosticism, atheism."[8]

"پانچ معروف غیر مذہبی فلسفیانہ جہتیں فطرت پرستی، مادیت پرستی، انسانیت پرستی (کبھی لادینیت یعنی سیکولر کہا جاتا ہے)، دہریت اور الحاد ہیں"

الحادی نظریے کو فروغ دینے میں ان مذکورہ بالا صورتوں کا بہت عمل دخل ہے۔ سب سے پہلی صورت نیچرازم ہے جس کو عقل پرستی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ جب کہ مٹیرازم کو مادہ پرستی اور ہیومنزم کو انسانیت کا درس دینے والے نظریے کے طور پر جانا جاتا ہے۔ لیکن اسلام جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ مکمل ضابطہ حیات ہے، اس میں یہ تمام تر نظریات موجود ہیں جن کو سمجھ کر ہم اپنے خالق کی پہچان بخوبی کر سکتے ہیں۔ حافظ عبدالقیوم سیکولرازم کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"عصر حاضر میں سیکولرازم اپنے دامن میں ایک نیا پہلو لئے ہوئے ہے۔ لیکن ان سب معانی و مفاہیم کے باوجود سیکولرازم کسی فلسفے کا نام نہیں ہے بلکہ یہ دراصل دہریت کو قبول کرنے کا نسبتاً ایک نرم لفظ ہے، وگرنہ عہد روشن خیالی کے مغربی مفکرین نے تو دہریت کو فروغ دیا تھا مگر معاشرہ میں عدم قبولیت کی وجہ سے متبادل لفظ سیکولرازم تلاش کر لیا گیا"[9]

یہاں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سیکولرازم کا نظریہ الحادی فکر کی بنیاد پر قائم تھا۔ دور جدید میں اس کی مزید صورت سیکولرازم کے روپ میں سامنے آئی ہے۔ جبکہ زمانہ قدیم میں الحاد کے واضح طور پر معانی خدا کے وجود سے انکار کے لیے جاتے تھے۔ مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی مختلف صورتیں سامنے آنا شروع ہو گئیں اور سیکولرازم اس کی واضح مثال ہے۔

- **فطرت پرستی:**

لفظ فطرت اپنے اندر کئی معنی سموئے ہوئے ہے۔ یہ لفظ ہر اس چیز کے لیے مستعمل ہے جو انسان کو بنی بنائی ملی ہے جس کو انگریزی میں Nature کہا جاتا ہے۔ جبکہ اردو زبان میں فطرت یا فطرتی کہا جاتا ہے، آج کل کچھ ملحدین لفظ فطرت کا استعمال کرتے نظر آتے ہیں یعنی وہ جب بھی کسی موضوع پر دلیل دیتے ہیں تو ان کا ایک ہی مؤقف ہوتا ہے کہ آیا یہ چیز یا یہ بات فطرت کے عین مطابق ہے یا نہیں؟ کیونکہ ان کے ہاں فطرت ہی ہے جو خدا اور دلیل کل ہے۔ نشاۃ ثانیہ کے بعد کئی فطرت شناسی کے علم بردار سامنے آئے جو فطرت کے قوانین کو خدا کے متبادل کھڑا کرتے تھے۔ یہی وہ نظریات تھے جس کی وجہ (Deism) فرقہ سامنے آیا جو صرف فطری قوانین کو سامنے رکھ کر ہی ہر بات کو سچ گردانتا ہے جبکہ خدا کی ذات سے انکاری ہے۔ علم طبعی میں نیچر کو عالم آفاق کہا جاتا ہے جبکہ اس کے قوانین کو Law of Nature کہا جاتا ہے۔ اگر مابعد الطبعیات میں دیکھا جائے تو اس سے مراد وہ فورس ہے جو کائنات کے نظام کو چلاتی ہے، یعنی دوسرے معنوں میں کسی بھی چیز کا دوسری چیز سے ممیز ہونا ہے۔ انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا میں فطرت پرستی کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

"Naturalism in philosophy is a theory that relates the Scientific method to philosophy by afforming that all beings and events in the universe (whatever their inherent character may be) are natural and all knowledge Safer the Consequently Universe falls within the pale of Scientific investigation although naturalism denies the existence of truly supernatural realities, it makes allowance for supernatural provided that Knowledge of it can be had indirectly that is that natural objects be influenced by the so-called Supernatural entities in a detectable way. [10]

"فلسفہ میں نیچرل ازم ایک ایسا نظریہ ہے جو سائنسی طریقہ کو فلسفے سے جوڑتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ کائنات میں موجود تمام مخلوقات اور واقعات (جو بھی ان کا موروثی کردار ہو) فطری ہیں اور تمام علم محفوظ ہیں اور اس کے نتیجے میں کائنات سائنسی تحقیقات کے دائرے میں آتی ہے۔ حالانکہ فطرت پرستی اس کی تردید کرتی ہے۔ واقعی مافوق الفطرت حقائق کا وجود، یہ مافوق الفطرت کے لیے اجازت دیتا ہے بشرطیکہ اس کا علم بالواسطہ طور پر حاصل کیا جا سکے یعنی قدرتی اشیاء نام نہاد مافوق الفطرت ہستیوں سے قابل شناخت طریقے سے متاثر ہوں۔ "

فطرت پرستی ایک ایسا نظریہ ہے جو سائنس کو فلسفے سے جوڑتے ہوئے اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ کائنات میں موجود ہر چیز ان کا موروثی کردار (چاہے جو بھی ہو) فطری ہے۔ اس کائنات کے تمام علوم سائنس کے زمرے میں آتے ہیں۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ فطرت پرستی حقیقی معنوں میں وجود سے انکار کرتی ہے، فطرت پرستوں کا ماننا ہے کہ فطرت میں بذات خود باقاعدگی اور مکمل پن ہے، جو معروضی قوانین پر دلالت کرتا ہے جس کے بغیر سائنسی علم کا حصول مضحکہ خیز ہوگا۔

- **ہیومنزم (Humanism)**

ہیومنزم کی اصطلاح اردو زبان میں انسان پرستی یا خود پرستی جیسے نظریات کو بیان کرنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے، اس سے مراد سراسر یہ ہے کہ صرف انسان ہی قابل پرستش ہے اور اس کا مقام و مرتبہ خدا کی ذات جتنا ہی افضل ہے۔ بالفاظ دیگر ہیومنزم کے پیروکاروں کا ماننا یہ نہیں ہے کہ اس دنیا میں انسانیت ہی سب سے بڑا مذہب ہے اس سے آگے کچھ بھی نہیں ہے۔ اسی لیے یہ نظریہ بھی سیکولر نظریہ سے جا کر ملتا ہے جبکہ اسلام میں خود پرستی یا ہیومنزم جیسے نظریات شرک کے زمرے میں آتے ہیں، اس لئے ان کو ماننا اور ان کو اپنی زندگی میں عمل پیرا کرنا کفر ہے۔ کیونکہ ان کے مطابق تمام مابعد الطبعیاتی عناصر الطبعیاتی عناصر خدا، جنت، دوزخ، روح، فرشتے من گھڑت کہانیاں ہیں اور یہ دنیا ایک دھماکے کے نتیجے میں وجود میں آئی ہے۔ اس کو کوئی ذات کنٹرول نہیں کر رہی ہے۔ مغربی ممالک میں الحادی فکر کو فروغ دینے والے افراد نے خود کو انسانیت کا علمبردار بنا کر لوگوں کے سامنے پیش کیا اور اس کے نتیجے میں دور حاضر میں انسانی حقوق کی تحریک چلائی جا رہی ہے جس کا نام Humanist ہے۔

ہیومنزم فلسفے کا اصل مقصد عیسائیت کو معاشرے سے جڑ سے اکھاڑ باہر پھینکنا تھا، لہٰذا ہیومنزم کے پیروکاروں اور علمبرداروں نے مذہب مخالف تحریک چلائی اور مذہب پر عمل کرنے کے نقصانات بڑھا چڑھا کر لوگوں کو بتائے تاکہ انسان کی ذات کو ہر معاملے میں برتری حاصل ہو سکے۔ ہیومنسٹ جیمز کے مطابق:

> "فلسفہ ہیومنزم ہر طرح کی ربانیت اور ہدایت کی ضد ہے۔ یہ ایک فلسفیانہ رجحان دیتا ہے جو انسانی تجربات اور مشاہدات کی تشریح کرتا ہے اور فلسفہ کو اوّلین درجہ دیتا ہے۔ ہیومنزم کے مطابق تجربات اور کسی چیز کو پرکھنے کے لیے انسانی علم ہی کافی ہے، وحی کی کوئی ضرورت نہیں" [11]

ہیومنزم کے متعلق مارٹن لوتھر کا کہنا تھا کہ دین کے تمام تر معاملات کو پوپ کے سپرد کر دینا درست نہیں، ہر شخص کو دینی کتابوں سے استفادہ کرنے کی سہولت ہونی چاہیے۔ یہی وہ تحریک تھی جس نے لادینی نظریات، انسان کی مکمل آزادی، قوم پرستی کا پرچار کیا اور اس تحریک کا مقصد امت مسلمہ کو مادیت سے جوڑنا تھا۔

- **لبرل ازم:**

لبرل ازم انگریزی کے لفظ Liberty سے ماخوذ کیا گیا ہے جس کے معنی آزادی کے ہیں۔ اس فلسفے کا بنیادی مقصد عوام کے دلوں میں اس شعور کو اجاگر کرنا ہے جس کے تحت وہ اپنے حقوق کی آزادی کے لیے آواز اٹھا سکیں اور ان کو معلوم ہو کہ حکومت ان پر اپنا کتنا حق رکھنے کی مجاز ہے۔ اس نظریے کے پیچھے ایک پورا تاریخی پس منظر ہے۔ یہ فلسفہ اس وقت وجود میں آیا جب برطانیہ میں خانہ جنگی شروع ہو چکی تھی اور اس وقت کے لبرل لوگ اس بات پر بحث کرتے نظر آ رہے تھے کہ حکومت کے پاس کتنے اختیارات موجود ہیں اور عوام کتنی خود مختار ہے کہ وہ اپنے تمام تر فیصلے مذہب اور قانون سے بالاتر ہو کر سکے۔ اس فلسفے کا کلیدی مقصد ہی شخصی آزادی کے مترادف تھا۔

اس تحریک کے علمبردار لوگوں کو لبرلز کہا جاتا ہے، جس کے تحت ہر شخص اپنے تمام تر فیصلے اپنی مرضی سے لینے کے لیے آزاد ہے۔ یعنی ہر شخص شریعت کے قوانین وضوابط پر عمل پیرا ہونے کا مجاز نہیں ہے۔ اس کی مرضی ہے کہ وہ چاہے تو عمل کرے چاہے تو شریعت کے تمام اصولوں کو ماننے سے انکار کر دے۔ کوئی بھی شخص کسی دوسرے کو اپنی مرضی سے زبردستی دین کے وضع کردہ اصولوں پر عمل پیرا ہونے کی تلقین نہیں سکتا۔ لبرل ازم کا فلسفہ دنیا کے اس حصے یونان میں پیدا ہوا جہاں انسان کا خدا کی ذات کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔ اس قسم کے نظریات نے مغرب میں آزادی کی لہر کو مزید دوام بخشا۔ قدیم فلاسفر افلاطون بھی فرد کے اچھی اور آزاد زندگی بسر کرنے کے تصور پر یقین رکھتا تھا۔ اس کا ماننا تھا کہ ہر فرد کو اپنی قدروقیمت کا احساس ہونا چاہیے۔

"لبرلز لوگ دانشور ریاست کے بارے میں شکوک وشبہات کا اظہار کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں، جبکہ مقولہ ہے کہ آزادی کی خاطر مسلسل چوکس رہنا پڑتا ہے۔ لبرل دانش ور آزادی کے لیے خطرات پیدا کرنے والوں کے خلاف چوکس رہتے ہیں یا کم از کم اس امر کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان کی نظر میں آزادی کے لیے خطرات عموماً سرکاری حکام پیدا کرتے ہیں۔ منظم ادارے یا وہ لوگ جو ان منظم اداروں کو کنٹرول کرتے ہیں۔ لبرل دانش ور ریاست کے تصور کے خلاف نہیں لیکن حقیقت میں وہ جس طرح کام کرتی ہے وہ اس سے خائف ہوتے ہیں یا وہ کسی مخصوص گروہ یا جماعت سے خائف ہوتے ہیں جو ریاست کو کنٹرول کرتی ہے یا کنٹرول کرنے کی خواہش مند ہوتی ہے"[12]

مختلف مذاہب عالم میں الحاد کے تصورات

1. عیسائیت میں الحاد:

عیسائی مذہب سب سے قدیم ترین مذہب ہے۔ اس میں ایسا کوئی ضابطہ موجود نہیں جو لوگوں کو اس مذہب کے دینی معاملات سے استفادہ کرنے پر مجبور کرے لیکن اگر عیسائی مذہب کے روحانی پیشوا پر کوئی قانون لاگو کر دیا جائے تو صرف وہ علم بردار ہی اس پر سختی سے عمل کرنے کا پابند ہو گا۔ اس کی وجہ سے مذہب کے دوسرے عقیدت مندوں کی زندگی پر کوئی خاص فرق نہیں پڑے گا، یہی وجہ ہے کہ مسیحی شخص کو مذہبی عقیدے اور دنیاوی زندگی میں کوئی خاص فرق محسوس نہیں ہوتا، جبکہ اسلام میں اس بات پر خاصا زور دیا گیا ہے کہ ایک اللہ کی عبادت کرو اور محمد ﷺ کو نبی مانو جن کی زندگی ایک مسلمان کے لئے مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس لئے جو مسلمان چاہتا ہے کہ وہ آخرت میں سرخرو ہو سکے اس کے لئے اللہ کے بنائے اصولوں پر عمل کرنا ضروری ہے۔

لادینیت سے مراد دین سے دوری اختیار کرنا ہے۔ عیسائی مذہب میں دو قسم کے اقتدار ہیں: پہلا مذہبی اقتدار اور پاپائیت جو روحانی پیشواؤں کے ذریعے منظم صورت میں موجود ہے۔ جبکہ دوسرا اقتدار وہ ہے جو حکومتی اراکین اور ایوان سلطنت کی شکل میں موجود ہے۔ اگر حکومت کو مذہب سے علیحدہ کر دیں تو اس سے دین پر کوئی اثر نہیں پڑے گا بلکہ دین مسیحیت کے مضبوط اقتدار کے زیر اثر قائم ودائم رہے گا جبکہ زندگی کے دوسرے شعبہ جات میں بھی دین کے حکومت سے الگ ہونے کی وجہ سے کوئی خاص فرق نہیں پڑے گا۔ وہ تمام ادارے جس میں کام کرنے والے مشنری ہی اپنے فرائض سرانجام دیں گے جن کے معاملات میں حکومت کا دخل نہیں ہو گا۔

دہری نظام فکر کا تصور مسیحی فکر سے جڑا ہوا ہے۔ یہ اسلام سے بالکل متضاد ہے کیونکہ اس میں حکومت دین سے بالاتر ہو کر کوئی فیصلہ کرے تو اس سے مسیحیت پر کوئی اثر نہیں ہو گا، جبکہ دیناوی معاملات میں اس کے اختیارات محدود رہو جائیں گے۔ اس لیے اسلام کو مکمل ضابطہ حیات کہا جاتا ہے اگر اسلام کے مخالف حکومت یا فرد جائے گا تو اس کا پورا نظام برباد ہو جاتا ہے۔

2. **بدھ مت میں الحاد:**

بدھ مت مذہب کے روحانی پیشوا مافوق الفطرت عناصر کو نہیں مانتے بلکہ ان کے مطابق انسان کو مافوق الفطرت عناصر کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ سیدھے انسان کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حاکم بالا انسان کی اپنی ہی ذات ہے۔ اس مذہب میں خدا کی ذات اقدس کا کوئی تصور موجود نہیں ہے بلکہ ہر انسان اپنی اصلاح اپنے نفس پر قابو رکھ کر ہی کر سکتا ہے۔ مظہر الدین صدیقی بدھ مت میں تصور خدا سے متعلق لکھتے ہیں:

> "بدھ مت تخلیق عالم کی کوئی توجیہہ نہیں کرتا اور نہ اس امر کی تشریح کرتا ہے کہ دنیا میں موت اور گناہ کا سلسلہ کیوں شروع ہوا۔ وہ اس تصور سے بھی خالی ہے کہ دعاؤں اور عبادات کے ذریعے انسان روحانی مصائب سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ وہ اپنے پیروؤں کو یہ امید نہیں دلاتا کہ انہیں کسی دنیاوی یا دینی معاملے میں خدا یا دیوتا یا کسی اور مافوق الفطرت ہستی کی تائید حاصل ہو سکتی ہے "[13]

3. **ہندو مت میں الحاد:**

ہندو مت میں الحاد سے مراد ییشروار ہے جس کے معنی معبود کو سمجھنے کا فلسفہ ہے۔ ہندو مذہب دراصل بہت سی توہمات و رسم و رواج، عقائد و نظریات کے مجموعے کا نام ہے، جو اس کی تشکیل کی وجہ بنے۔ ہندو مت میں کوئی ایک دیوتا یا خدا نہیں ہے بلکہ ہر قبیلے نے اپنے عقیدے کے مطابق اپنے خدا خود بنائے ہوئے ہیں، کوئی پتھروں کو پوجتا ہے تو کوئی مورتی بناتا ہے۔ کوئی سانپ کو پوجتا ہے تو کوئی آگ کی پرستش کرتا ہے۔ تین بڑے دیوی دیوتا شیوا، وشنو اور برہما ہیں جبکہ ان دیوتاؤں سے کئی دوسرے دیوی دیوتا ہر قبیلے نے خود بنائے ہیں۔ تناسخ اور حلول کا عقیدہ تمام ہندوؤں کا مشترکہ عقیدہ ہے جو ہمہ اوستی فلسفے سے کسی قدر مشترک ہے۔

> "ہمہ اوستی عقیدہ یہ ہے کہ تمام دیوتا اور دیویاں اور سارے مظاہر فطرت مثلاً ہوا پانی، آگ دریا، وبائیں ایک ماہر قوت حیات کے مختلف ظہوروں کا نتیجہ ہے۔ خود انسان ایک طرف ہے۔ جس میں یہ قوت حیات رواں دواں ہے فطرت اور خدا ایک ہی حقیقت کے دو رخ ہیں، اس لیے فطرت ذی حیات یا بے جان فطرت کی پرستش خدا کی پرستش ہے "[14]

ہندوؤں کا ماننا ہے کہ برہمنوں نے مکتی (نجات) حاصل کرنے کا معیار یہ رکھا ہے کہ انسان اپنی دنیاوی زندگی کی آسائشوں کو ختم کر کے دُور نکل جائے اور اپنی نفسانی خواہشات کی قربانی دے، مراقبہ حاصل کرے جو کہ بہت مشکل ترین کام ہے اور چیدہ چیدہ لوگ ہی اس مقام تک رسائی حاصل کرپاتے ہیں اور وہ مرنے کے بعد شانتی حاصل کر لیتے ہیں۔ جبکہ جو لوگ اس مقام تک نہیں جا پاتے ان کی روح بے چین ہو کر بھٹکتی رہتی ہے اور وہ عالم برہمہ میں چلے جاتے ہیں۔ جہاں ان کی روح کسی ایسے جسم کی تلاش میں ہوتی ہے جہاں وہ ان ہستیوں سے ملنے کے لیے اہل ہو جائے۔ ہندوؤں کا ماننا ہے کہ اس دنیا میں جو کچھ بھی موجود ہے یہ ایسی طاقت چلا رہی ہے جو ہر شے سے ماورا ہے۔

4. **مغربی فلاسفرز کا تصور الحاد:**

مغربی مفکرین اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ہم جو کچھ آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں صرف وہی حقیقت ہے، اس کے علاوہ کائنات کے کوئی راز پوشیدہ نہیں ہیں۔ اسی سوچ کی بنا پر دہریت اور مادہ پرستی کو عروج حاصل ہوا ہے۔ شروع میں یہ فلاسفر صرف خدا کی ذات اور مذہب سے انکار تک ہی سوچ کو محدود رکھتے تھے لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا ہے ان کا ماننا ہے کہ مذہب کو ہی ختم کر دیا جائے اسی لیے وہ ہر وقت اپنے اعمال سے اس چیز کو ظاہر کرتے ہیں۔ آغاز میں لوگوں کے اذہان میں صرف دین سے متعلق دلائل دے کر شکوک پیدا کیے جاتے تھے مگر اب انہی دلائل کی بنیاد پر دین کے خلاف عوام کو بھڑکایا جاتا ہے ایسے چند مغربی مفکرین جن کے ہاں الحادی تصورات ملتے ہیں کا ذکر ذیل میں موجود ہے۔

ڈیکارٹ(Rene Descartes)

ڈیکارٹ الحاد کا سب سے بڑا حامی ہے۔اس کا شمار ان الحاد عقلیت پسندوں میں ہوتا ہے جو ہر شے کو عقل کے ترازو میں تولتے ہیں، یعنی اُس کے مطابق انسان کے پاس عقل ہے اس لیے وہ سوچ سمجھ کر اپنی مرضی کے مطابق کوئی بھی فیصلہ کرنے کی کی صلاحیت رکھتا ہے، ڈیکارٹ نے وحی الٰہی پر انسان کی عقل کو برتر قرار دیتے ہوئے نظریہ پیش کیا تھا جس کے مطابق حقائق کی جانچ پڑتال عقل سے ثابت ہونی چاہئے اور جو حقائق مثلاً وحی الٰہی انسان کی عقل سے ثابت نہ ہو سکے وہ بے معنی ہے، کیونکہ وہ ہر معاملے کو پہلے شک کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور اس کے بعد شک کو دور کرنے کے لیے اسے عقل کے مطابق جانچنے کی کوشش کرتا تھا۔اس لئے وجود باری تعالیٰ، الہام، وحی اور دیگر مابعد الطبعیاتی امور جو عام انسان کی عقل سے بالاتر ہیں ان کو بھی شکوک وشبہات سے جانچا کرتا تھا"تاریخ فلسفہ جدید" میں ڈیکارٹ کے تشکیک کے نظریے کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

ڈیکارٹ کے طریق کار کا نقطہ آغاز تشکیک ہے۔وہ ہر شے ہر احساس، ہر اصول حتیٰ کہ ریاضیاتی مسائل کو بھی شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔دنیا کی ہر شے، ہر نظریہ اور ہر اصول شک وشبہ کی حد میں آسکتا ہے۔خدا کے وجود یہ پر بھی شک کیا جاسکتا ہے۔الہام ووجدان پر شک کیا جاسکتا ہے اخلاقی تصورات، مابعد الطبعیاتی نظریات اور ریاضیاتی اصولوں پر شک کیا جاسکتا ہے۔لہٰذا شک کرنا ایک ایسا حربہ ہے جس کی زد سے کوئی بھی چیز نہیں بچ سکتی۔اس حربے سے ڈیکارٹ پوری کائنات اور اس کے اندر موجود تمام حقائق کا ابطال کر دیتا ہے۔

ڈیکارٹ ایک کیتھولک پادری تو تھا مگر اس کی تحریروں اور تشکیکی نظریات ودلائل سے عوام میں اس قدر بدگمانی پھیلی جتنی اس سے پہلے کسی مفکر کی سوچ کی وجہ سے نہیں پھیلی تھی۔

امینویل کانٹ(Immanuel Kant)

کانٹ نے عقل کے متعلق تنقیدی فلسفہ پیش کرتے ہوئے اس کی حدود کو متعین کرنے کی کوشش کی اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو علم حاصل کرنے سے پہلے اپنے پاس موجود علم کو جانچنا چاہیے اور اپنی قوت علم کا جائزہ کر کے اصول کے مطابق کام شروع کرنا چاہیے۔کانٹ کے فکری مباحث کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے افکار و نظریات تین ادوار میں منقسم ہیں اور ہر دور میں تفاوت ہے۔پہلے دور میں 'روسو'' مفکر کی سوچ کا اثر کار فرماں یعنی وہ روسو کی طرح اس بات کو مانتا کہ:

> "نیکی کی بنیاد کچھ اصولوں پر قائم ہوئی ہے جو اپنی وسعت اور تفہیم کی نسبت سے عظیم وشریف ہوتے ہیں۔یہ اصول تعقلی قواعد کے مترادف نہیں ہوتے بلکہ ایک تاثر پر مبنی ہوتے ہیں جو ہر انسان کے سینے میں پایا جاتا ہے وہ انسانی فطرت کے حسن ووقار کا تاثر ہے"[15]

دوسرے دور میں کانٹ کے ہاں مذہب کا کوئی تصور نہیں پایا جاتا وہ تاریخی اور نفسیاتی دونوں لحاظ سے تشنہ ہے۔اس کے نظریے میں یہ بات واضح ہے کہ عقلی علم کے لیے تجربہ کار ہونا ضروری نہیں ہے یہ بغیر تجربہ کے بھی حاصل کیا جاسکتا ہے کیونکہ اخلاقی تصورات کو تجربے کے بغیر بھی حاصل کیا جاسکتا ہے۔اس کا ماننا ہے کہ مذہب اور عقل دو الگ چیزیں ہیں اس لیے مذہب کو عقلی معاملات سے دور رکھنا چاہیے۔

تیسرے دور میں عیسائیت کو مد نظر رکھ کر گناہ اور کفارہ جیسے موضوعات پر فلسفیانہ نظریات پیش کرتا ہے کیونکہ اس کا ماننا ہے کہ دین اور اخلاق دو الگ چیزوں کا نام ہے۔دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا جائے تو عیسائیت کے لیے کچھ نہیں بچتا۔

سگمنڈ فرائڈ:

سگمنڈ فرائڈ ایک بہترین نفسیات دان تھا جس نے مذہب کو سوائے بیماری کے اور کچھ نام نہیں دیا۔ اس کا ماننا تھا کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس بیماری کی جڑیں کمزور ہونا شروع ہو جائیں گی اور ایک وقت ایسا آئے گا کہ یہ بیماری جڑ سے ختم ہو جائے گی۔ یہی وجہ تھی کہ نفسیات دانوں میں الحادی سوچ زور پکڑنے لگی۔ فرائڈ نے جو نظریہ پیش کیا وہ انسان کی پوری زندگی پر محیط ہے۔ اس کا کہنا تھا کہ خوشیوں کو حاصل کرنے کی کوشش انسان کو ماضی میں کرنی چاہیے کیونکہ ماضی حال کا ذمہ دار ہے، اسی لئے ہر کردار اپنے اندر بہت سی خواہشات رکھتا ہے اور اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے انسان ارادی اور غیر ارادی طور پر جو بھی افعال سرانجام دیتا ہے وہ تمام محرکات کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ فرائڈ نے نظریہ جنسیت پیش کیا، خواہشات نفسانی کی تقسیم دو حصوں شعور اور لاشعور میں کی، انسان کی نفسانی خواہشات ہی ہیں جو اس کو ہر لحظہ پریشان کیے رکھتی ہیں، شعور ان نفسانی خواہشات کی تسکین کی فراہمی کا سامان کرتا ہے، مگر احساس کے باوجود شعور مذہب کی وجہ سے ان جذبات کو پورا نہیں کر سکتا۔ اس لیے اس میں جنون کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، اس لیے مذہب اور قانون جیسی بندشوں کو ختم کرنا چاہیے، جو خواہشات کی تکمیل میں رکاوٹ بن جاتی ہیں۔ غرض فرائڈ خود بھی جنسی خواہشات کا غلام تھا اُس کے نظریے کو دوسرے فلاسفرز نے رد کر دیا تھا کیونکہ مذہب کو نفسیات سے جدا نہیں کیا جا سکتا یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔

الحاد کے اسباب

دنیا کے ہر مذہب میں خدا کا تعارف اور اقرار اور خدا سے انسان کے تعلق کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ تصور خدا کو بیان کرنے کے لیے جدیدیت پسندوں نے مجہول آلہ (Deism) کا نظریہ پیش کیا۔ جو فکشن سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ جدیدیت کے حامیوں نے وجود خدا سے مکمل طور پر انکار تو نہیں کیا ہے مگر خود ساختہ خدا کا تصور ضرور پیش کیا ہے۔ جس کے مطابق انسان کے پاس یہ اختیار ہے کہ وہ خدا سے اپنی مرضی کے مطابق تعلق قائم کر سکتا ہے اور جب چاہے اپنی زندگی کے ہر فیصلے سے خدا کو علیحدہ کر سکتا ہے۔ دور جدید میں مذہب کے عین مطابق خدا کو ماننے والوں کو اب پسماندہ سوچ اور کلچر کے لوگ کہا جانے لگا ہے۔

دہریت یا الحاد کے فروغ کی ایک اہم وجہ مغرب کاری (westernization) اور جدید کاری (Modernization) کو عالمی برادری میں نمایاں کامیابی ملنا ہے۔ یہ وہ عوامل ہیں جن کی وجہ سے مذہب پر جدیدیت اور دہریت کو فوقیت دی جانے لگی ہے۔

مسلم ممالک میں الحاد نے اپنی جڑیں تو پھیلائی ہیں مگر مسلم امہ نے ہر سطح پر رد ہی کیا ہے۔ الحاد کے اسباب پر اگر نظر ڈالی جائے تو بنیادی وجہ نفسی اسباب ہیں، جس سے مراد وہ احوال ہیں جس سے انسان کا ذہن اور اس کی سوچ انکار کرتے ہیں جبکہ اس کا نفس ان احوال کی بغاوت کرتا ہے۔ مشرق میں بھی مذہبی سیاست مغربی ممالک کی نقل کرتی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری سیاسی اور مذہبی رومانویت نے ہماری دینی روایات اور عقل کو اپنے شکنجے میں جکڑا ہوا ہے، یہی وجہ ہے کہ جمہوریت کی مخالفت میں جو مواقف سامنے آئے انہوں نے سیاسی رومانویت کی کوکھ سے جنم لیا ہے۔ ان کو نہ تو استنادی کہا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان کی بنیاد عقلی ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ الحاد کو بڑھوتری دینے میں خواہش نفس کی پیروی کا بڑا ہاتھ ہے۔ جو لوگ اپنے نفس کے غلام بن جاتے ہیں ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

"اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَه هَوٰىهُ وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّ خَتَمَ عَلٰى سَمْعِه وَ قَلْبِه وَ جَعَلَ عَلٰى بَصَرِه غِشٰوَةً فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ"[16]

"کیا آپ نے اسے نہیں دیکھا جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور باوجود سمجھ بوجھ کے اللہ نے اُسے گمراہ کر دیا ہے اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھ پر بھی پردہ ڈال دیا ہے۔ اب ایسے شخص کو اللہ کے بعد کون ہدایت دے سکتا ہے"

اس آیت میں اللہ نے واضح الفاظ میں یہ بیان کر دیا ہے کہ جس شخص نے خواہش نفس کی تکمیل کے لیے اللہ کے دین سے دوری اختیار کی اللہ اس کے دل پر مہر لگا دے گا اور اللہ کے علاوہ کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے۔ الحاد کو فروغ دینے میں مذہبی معاملات کا بھی بڑا عمل دخل ہے کیونکہ دور جدید میں ملحدین مذہب کے مخالف ہیں اور من گھڑت تشریحات غلط دلائل کے ساتھ پیش کر رہے ہیں جس کی سیدھی سی وجہ دین سے دوری ہے۔ الحاد کے درج ذیل ممکنہ اسباب ہیں:

- **مادیت پرستی:**

مادیت پرستی کی سوچ نے بھی الحاد کو بڑھنے میں بہت مدد کی ہے کیونکہ آج کل مال و دولت کی حرص نے انسان کو اس قدر لالچی بنا دیا ہے کہ وہ آسائشوں کو حاصل کرنے کے لیے اخلاقی قدروں اور مذہبی حدود کو توڑنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا۔ مال کی محبت انسان کو دین اور تقویٰ و پرہیز گاری سے دور کرتی جا رہی ہے۔ اگر معاملات اسی طرح چلتے رہیں تو انسان جلد دین سے دوری اختیار کرتا چلا جاتا ہے اور خدا کی ذات سے متعلق شکوک و شبہات اس کے اندر جنم لینے لگتے ہیں۔

- **موروثیت:**

اس سے مراد وہ عقائد ہیں جو سینہ بہ سینہ اور نسل در نسل منتقل ہوئے ہیں، مثال کے طور پر کچھ سیکولرز کا ماننا یہ ہے کہ جو شخص جس گھرانے میں پیدا ہوتا ہے اس کا مذہب بھی اپنے آباؤ اجداد کے مذہب والا ہی ہوگا، یعنی جس شخص نے مسلمان گھرانے میں آنکھ کھولی وہ مسلمان ہوگا اور جس نے عیسائی گھرانے میں جنم لیا وہ عیسائیت کو ہی آگے لے کر چلے گا۔

الحاد کے پھیلاؤ کی ایک اہم وجہ کسی شخص کا مستقل غم یا پریشانی سے دوچار رہنا بھی ہے، یعنی ایک شخص جو حالات سے تنگ آچکا ہے اور کئی سالوں سے دعائیں کر رہا ہے مگر اس کی پریشانیاں ختم ہونے کا نام نہیں لے رہیں تو اس کے دل میں بھی ایک وقت ایسا آتا ہے جب اس کا ایمان ڈگمگا جاتا ہے اور وہ شخص جس کی دعائیں رنگ نہیں لا رہیں وہ بھی خدا کی ذات کو شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے کہ کوئی ذات ہے بھی یا نہیں جو اسے ان مشکلات سے نکال سکے۔

- **جمہوریت:**

جمہوری افکار نے بھی الحاد کو پھیلانے میں کافی مدد فراہم کی ہے۔ جمہوریت ہر شخص کی مذہبی آزادی پر زور دیتی ہے جس کی بنیاد ہی نظریاتی ہے۔ یہ مکمل طور پر اسلام مخالف تحریک تو نہیں ہے مگر اس کے بعض افکار کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی سوچ میں بھی الحادی فکر شامل ہے، مثلاً ان جمہوریت پسندوں کا ماننا ہے کہ اگر قوم و ملت کسی معاملہ میں یکجا ہو کر خدا اور مذہب کے خلاف کوئی سوچ قائم کر لے تو فوری طور پر مذہب کو اس معاملے سے علیحدہ کر دینا چاہیے اور مغربی ممالک میں اس کی مثال سر عام دیکھی جا سکتی ہے، جہاں انہوں نے عوام کی رائے کو مد نظر اور مذہب کو بالائے طاق رکھ کر ہم جنس پرستی، شراب، زنا جیسے بد افعال کو جائز قرار دیا ہوا ہے۔

معاشرے پر الحاد کے اثرات

عصر حاضر نے مغرب حتیٰ کہ مسلم معاشرے پر بھی اپنے اثرات چھوڑے ہیں۔ اس بات سے انکار بھی نہیں کیا جا سکتا کہ دہریت کے فلسفے نے عیسائی اور اسلامی دونوں مذاہب کے لیے کئی مشکلات کھڑی کر دی ہیں۔ الحاد کے اثرات کو سیاست، عقیدہ و افکار، فلسفے، مذہب غرض تمام دیگر معاشرتی پہلوؤں میں صاف طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔

اگر نظریاتی اور فلسفیانہ بنیادوں پر دیکھا جائے تو الحاد نے نا صرف اسلام کے بنیادی ارکان عقائد و نظریات جیسے کہ خدا کی ذات یکتا، الہام اور وحی کے متعلق کئی سوالات جھوٹے اور بے بنیاد دلائل کی بدولت لا کھڑے کیے ہیں۔ یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ملحدین نے چاہے جو دلائل پیش کیے ہوں مگر تصور خدا، رسالت اور وحی کے معاملات میں شکوک پیدا کرنے میں خاطر خواہ کامیابی سمیٹنا تو دور کی بات ہے بلکہ ان کو منہ کی کھانی پڑی ہے کیونکہ یہ معاملات مابعد الطبعیاتی ہیں اور عقل سے ماوراء ہیں۔

الحاد سے جو چیز سب سے زیادہ متاثر ہوئی وہ معاشرت ہے اگر کوئی شخص اس بات کو سچ مان لے کہ خدا کی ذات ہے ہی نہیں اور کوئی انسان کے اعمال کا حساب کتاب نہیں لے گا تو اس کو برائی کرنے سے معاشرتی دباؤ کے علاوہ کوئی دوسری چیز نہیں روک سکتی۔ ایسے لوگوں کی وجہ سے معاشرہ بھی بدحالی کا شکار ہو جاتا ہے کیونکہ ان کے لیے چند پیسوں کے عوض قتل و غارت، چوری، دہشت گردی کرنا کوئی بڑی بات نہیں ہوتی ہے کیونکہ ان کا ماننا ہوتا ہے کہ جو بھی ہے اسی دنیا میں ختم ہو جائے گا مرنے کے بعد نا کوئی حساب کتاب ہو گا اور نہ ہی سزا اور جزا ملے گی۔

عصر حاضر میں سوشل میڈیا پر الحادی فکر کے حامل افراد ایسے ایسے آرٹیکل لکھ رہے ہیں جس سے مغرب سے نکل کر مسلم ممالک میں بھی الحاد پھیل رہا ہے اور معاشرہ بے راہ روی کا شکار ہو رہا ہے۔

نتیجہ بحث:

اس تمام تر بحث سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ انیسویں صدی میں چونکہ سائنسی علوم نے ترقی زیادہ نہیں کی تھی اس لیے لوگ خدا کی ذات سے متعلق بغیر تحقیق کے خام سائنسی افکار کی بنیاد پر رائے قائم کر لیا کرتے تھے، مگر جب بیسویں صدی میں سائنس نے علمی میدان میں خاطر خواہ ترقی کی تو بہت سے ملحدین، سائنس دانوں مثلاً پیٹرک گلائن وغیرہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اس لیے ہم یہ بات وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ نظریاتی میدان کی نسبت علمی میدان میں الحاد کو رد کیا جانے لگا ہے اور نظریاتی میدان میں اس کو شکست حاصل ہو چکی ہے۔ لہٰذا اس سے ہم درج ذیل نتائج اخذ کر سکتے ہیں۔

اس مضمون میں مختلف عالمی مذاہب میں پائی جانے والی الحاد کی مختلف اقسام اور صورتوں پر بحث کی گئی ہے۔ ان کے عقائد اور طریقوں میں فرق کو نمایاں کیا گیا ہے۔ مختلف مذہبی روایات کے تناظر میں الحاد کی بنیاد رکھنے والے فلسفیانہ اور مذہبی تصورات کو تلاش کیا گیا ہے، ان وجوہات کی کھوج لگائی گئی ہے کہ لوگ ملحدانہ عقائد کو کیوں اپناتے ہیں اور عالمی مذاہب کے اندر ملحدانہ تحریکوں کا ایک تاریخی جائزہ فراہم کیا گیا ہے۔ اس مضمون کی روشنی میں مذہبی و غیر مذہبی معاشروں میں الحاد کے سماجی، ثقافتی اور سیاسی اثرات کا جائزہ لیا جا سکتا ہے کہ ملحدانہ نقطہ نظر کس طرح اصولوں، اقدار اور طرز عمل کو متاثر کرتا ہے اور اس کا تدارک کیونکر ممکن ہے۔

حوالہ جات وحواشی

1 محمد سلیم، **اسلام، الحاد اور سائنس**(لاہور: القرآن پبلشرز)، ص12۔

2 محمد سلیم، **اسلام، الحاد اور سائنس**(لاہور: القرآن پبلشرز)، ص13۔

3 محمد کرم شاہ الازہری، **ضیاء القرآن**(لاہور: ضیاء القرآن پبلشرز، 1965ء)، ص335۔

4. **Webster Comprehensive Dictionary** (Chicago, Ferguson Publisher, 2002), 91

5 ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، **السنن**، باب الوسوسة(لاہور: مکتبہ رحمانیہ)، 2/356، رقم الحدیث5111۔

6. Britannica, **T. Editors of Encyclopaedia** “Deism” Encyclopaedia Britannica accessed on February 23,2024 http://www.britannica.com/topic/Deism

7. Mubashir Ali Zaidi, Islam, Facebook July 15,2019, http://www.Facebook.com /answer to atheist’s post.

8. Marry Thomas, **God in the Classroom Religion and Americas Public School** (London: Praeger Westport, 2007).

9 عبدالقیوم محمد، **سیکولرز مابعد سیکولرز** (لاہور: الاضواء، 43، 2015ء)، ص295۔

10. Britannica, T. Editors of Encyclopaedia **“Naturalism”** Encyclopaedia Britannica http://www.britannica.com /topic/Naturalism.

11. James Hasting, **Encyclopaedia of Religion and Ethics**, 2nd ed. (USA: Edinger Etclorh,1937), 84.

12 اقبال خان، **انسان دوستی لبرل ازم جمہوریت**(لاہور: مشعل عوامی کمپلیکس)، ص60،59۔

13 محمد مظہر الدین صدیقی، **اسلام اور مذاہب عالم**(لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2015ء)، ص22۔

14 محمد مظہر الدین صدیقی، **اسلام اور مذاہب عالم**، تقابلی جائزہ(لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 1991ء)، ص2۔

15 نعیم احمد، **تاریخ فلسفہ جدید**(لاہور: مرکزی کتب خانہ، 1983ء)، ص15۔

16 سورۃ الجاثیہ 23:45۔